

۱۔ شرح:

خواجہ حالی فرماتے

ہیں:

”دھویا جانا“

بے شرم و میباک ہونا

پاک، آزاد یا شہدا

مطلب یہ ہے کہ جب

تک آنکھ سے آنسو

نہیں نکلے تھے تو

اس بات کا پاس لحاظ

تھا کہ عشق کا راز کسی

پر نظر نہ ہونے پائے

مگر جب رونا ضبط نہ

ہو سکا اور ہر وقت

آنسو جاری رہنے

لگے تو اخفاءِ راز عشق

کا خیال جاتا رہا اور

ایسے بے شرم و جبار

ہو گئے کہ آزادوں

اور شہدوں کی طرح

کھل کھیلے۔ اس

رونے سے اور عشق میں بے باک ہو گئے

دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہو گئے

صرف بہاے مے ہوئے آلاتِ میکشی

تھے یہ ہی دو حساب، سو یوں پاک ہو گئے

رسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم

بارے طبیعتوں کے تو چالاک ہو گئے

کہتا ہے کون نالہ بلبُل کو بے اثر؛

پہرے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے

پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہل شوق کا؛

آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے

کرنے گئے تھے اس سے تغافل کا ہم گلہ

کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے

اس رنگ سے گل اس نے اٹھائی، اسد کی نقش

دشمن بھی جس کو دیکھ کے غم ناک ہو گئے

مطلب کو ان لفظوں میں ادا کرنا کہ رونے سے ایسے دھوئے گئے کہ بالکل پاک

ہو گئے۔ غم ناکوں کو دیکھ کے غم ناک ہو گئے۔